OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

قرآن کا سائنسی اعجاز اور مفسرین کی آراء: ایک تحقیقی مطالعہ

Scientific Miracles of the Quran and Scholars' Perspectives: A Research Study

Muhammad Basharat
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad
Muhammad Ali Tahir
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Mohi ud din Islamic University Neria, Azad Kashmir

Abstract

The purpose of this article "Quran's Scientific Miracles and Scholars' Opinions: A Research Study" is to highlight the contemporary scientific miracles of the Holy Qur'an and to present a research study of the opinions found among the scholars. To make everyone feel humbled, the Holy Quran has many such dimensions, such as eloquence, simplicity and syntax, science, news of the future, and has humbled all humanity. Also, the Quran has openly challenged all humanity that "If you are in doubt about what We have sent down to Our special individual, then make just one surah similar to it." (Al-Qur'an: 2/23) In another place, the Qur'an has mentioned the jinns along with humans that if you all think that you are capable of creating something even remotely like it, no one has ever produced something like it and you will find that you are not able to make something like this Qur'an. Now, there are researchers who are bringing forward many such information which the Qur'an had described about fourteen hundred years ago, which is a clear

CC BY

argument for the authenticity of the Qur'an and being the Book of Allah, also the scientific miracles of the Holy Qur'an and the opinions established by the commentators regarding this aspect have been described in this paper.

Key words: Qur'an, miracle, science, Scholars' Opinions

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے جہاں انبیاء مبعوث فرمائے وہی پر انہیں صحایف وکتب سے نوازا جن میں انسانیت کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو قرآن کریم جیسی عظیم کتاب سے نوازا جس میں قیامت تک آنے والے افراد کے لیے ہدایت ورہنمائی موجود ہے اس کتاب میں کائنات میں پوشیدہ راز، قیامت تک اور اس کے بعد آنے والے حالات وواقعات اور دورِ جدید میں سائنسی تحقیقات کے راز مضمر ہیں جو قرآن کریم میں غور وفکر کرنے والوں پر آشکار ہوتے ہیں، درجہ ذیل میں اعجازِ قرآن کا تعارف، قرآن کی سائنسی تفسیر واعجاز سے متعلق مفسرین کی آراء اور قرآن کے سائنسی اعجازات کے متعلق چند مثالیں تحریر کی جارہی ہیں جن سے آج کے دورِ جدید میں قرآن کے سائنسی اعجاز اور اس کی حقانیت کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

اعجاز قرآن کا تعارف

اعجاز بامعنیٰ معجزہ ہے اور معجزہ کا لغوی معنیٰ کسی کو عاجز کر دینا یا ایسا کام انجام دینا کہ دوسرے اس کام کو انجام دینے سے عاجز ہوں ۔[1] علامہ جلال الدین سیوطی "الاتقان میں معجزہ کے بارے میں یوں لکھتے ہیں" اعلَمْ أَنَّ الْمُعْجِزَةَ أَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَةِ مقرون بالتحدي سالم عن الْمُعَارَضَةِ-"[2] جان تو معجزہ ایسی خارق العادہ چیز کا نام ہے جس کے ساتھ چیلنج ہے جو معارضہ سے محفوظ ہے۔ قرآن لغت کے اعتبار "قرء" سے ماخوذ ہے جس کا معنیٰ قراءت یعنی تلاوت کرنے کے ہے اور علامہ تفتازانی اپنی کتاب "شرح التلویح علی التوضیح" میں قرآن کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہیں: "الْكِتَابُ هُوَ الْقُرْآنُ الْمُنَزَّلُ عَلَى الرَّسُولِ الْمَكْتُوبُ فِي الْمَصَاحِفِ الْمَنْقُولُ إِلَيْنَا نَقْلًا مُتَوَاتِرًا بِلَا شُبْهَةٍ-"[3]

یعنی وہ کتاب جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی مصاحف میں لکھی ہوئی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے متواتراً بغیر کسی شبہ کے۔ قرآن کریم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ کو عطاء کردہ تا صبح قیامت تک ایک زندہ معجزہ ہے۔ جس میں کائنات کے بہت سے راز پوشیدہ ہیں اور اس نے انسانیت کو اپنی مثل لانے سے عاجز کر دیا جیسا کہ قرآن کا چیلنج "قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا-"[4] دوسرے مقام پر قرآن کہتا ہے "فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ-"[5] ابو الحسن علی بن محمد ماوردی کہتے ہیں "فأما إعجاز القرآن الذي عجزت به العرب عن الإتيان بمثله-"[6] یعنی قرآن کا اعجاز ہے کہ جس نے عرب کو اپنی مثل لانے پر عاجز کر دیا۔ نیز اعجازِ قرآن حضور اکرم ﷺ کا زندہ معجزہ ہے۔ جو تا صبحِ قیامت ہدایت کے متلاشی انسانیت کے لیے رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے اور منکرین کے لیے چیلنج، جس نے آج تک کے تمام منکرین کو عاجز کر دیا۔ ذیل میں قرآن کے چند ایسے اہم سائنسی اعجازی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو قرآن کریم کو دیگر کتب سے ممتاز کرتے ہیں نیز قرآن کی سائنسی تفسیر واعجاز سے متعلق مفسرین میں جو مختلف آراء پائی جاتی ہیں ان کو ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن کے سائنسی اعجاز کے متعلق مفسرین کی آراء

قرآن مجید کے سائنسی اعجاز و تفسیر سے متعلق مفسرین میں دو قسم کی آراء پائی جاتی ہیں پہلی جو سائنسی تفسیر و اعجاز کے قائل ہیں ان میں بھی دو قسم کے مفسرین شامل ہیں کچھ تو انتہا پسند وغالی ہیں اور بعض اس کے حامی ضرور ہیں مگر غلو، انتہا پسندی اور مبالغہ کو جائز نہیں سمجھتے ہیں بلکہ انہوں نے سائنسی تفسیر کے لیے کچھ حدود و شرائط مقرر کی ہیں اور ان سے روگردانی اور تجاوز کو ناپسند قرار دیتے ہیں۔ غالی ومتشدد مفسرین جن میں علامہ طنطاوی الجوہری، علامہ عبد الرحمٰن کوبی، ولامہ طاہر ابن عاشور، ڈاکٹر حنفی احمد اور ڈاکٹر جمعہ علی عبد القادر وغیرہ دوسری رائے وہ مفسرین جو سائنسی تفسیر کے قائل نہیں جن میں امام ابو اسحاق شاطبی، شیخ محمود شلتوت، علامہ عبد العظیم الزرقانی اور علامہ حسین ذہبی وغیرہ ہیں۔ اسید الحق اس تفسیر کے حامی و مانعین مفسرین سے متعلق لکھتے ہیں کہ: "جس طرح حامی مفسرین متقدمین کا سہارا لیتے ہیں اسی طرح مانعین بھی متقدمین کا سہارا لیتے ہیں، حامی مفسرین امام غزالی اور علامہ سیوطی کو اور مانعین امام ابو اسحاق کو بطورِ دلیل و تائید کے پیش کرتے ہیں۔"[7]

ذیل میں ہم سب سے پہلے مخالفین مفسرین کی آراء و دلائل پیش کرتے ہیں اس کے بعد حامی مفسرین کی آراء اور آخر میں قرآن کے سائنسی اعجاز کو ذکر کرتے ہیں۔

قرآن کی سائنسی تفسیر کے مخالف مفسرین کی آراء

قرآن کی سائنسی تفسیر کے مخالف مفسرین کے بارے میں اسید الحق لکھتے ہیں کہ "قرآن کریم کے سائنسی تفسیر کے مخالفین علماء کے ہاں اس طریقے سے قرآن کی تفسیر کرنا قرآن کریم کے تقدس کے ساتھ کھلواڑ کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں۔"[8] امام شاطبی اپنی کتاب "الموافقات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ: " أَنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ تَجَاوَزُوا فِي الدَّعْوَى عَلَى الْقُرْآنِ الْحَدَّ، فَأَضَافُوا إِلَيْهِ كُلَّ عِلْمٍ يُذْكَرُ لِلْمُتَقَدِّمِينَ أَوِ الْمُتَأَخِّرِينَ، مِنْ عُلُومِ الطَّبِيعِيَّاتِ، وَالتَّعَالِيمِ، وَالْمَنْطِقِ، وَعِلْمِ الْحُرُوفِ، وَجَمِيعِ مَا نَظَرَ فِيهِ النَّاظِرُونَ مِنْ هَذِهِ الْفُنُونِ وَأَشْبَاهِهَا، وَهَذَا إِذَا عَرَضْنَاهُ عَلَى مَا تَقَدَّمَ لَمْ يَصِحَّ۔"[9] بیشک بہت سے لوگوں نے تجاوز کیا ہے جو انہوں نے قرآن کی تعریف کے بارے میں دعویٰ کیا، پس انہوں نے نسبت کی اس کی طرف ہر علم کی جس کو ذکر کیا متقدمین یا متاخرین سے، علوم طبیعیات اور تعلیم اور منطق، اور علم حروف میں سے، اور تمام وہ چیزیں جن کی طرف توجہ کی یا دیکھا دیکھنے والوں نے ان فنون میں سے اور ان جیسے دیگر فنون میں سے، اور جب ہم اس کو اس پر پیش کرتے ہیں اس پر جو پہلے گزر چکا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بعد امام شاطبی اپنے مؤقف پر دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "فَإِنَّ السَّلَفَ الصَّالِحَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ يَلِيهِمْ كَانُوا أَعْرَفَ بِالْقُرْآنِ وَبِعُلُومِهِ وَمَا أُودِعَ فِيهِ۔ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ تَكَلَّمَ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ۔"[10] بیشک صحابہ و تابعین اور سلف صالحین قرآن اور اس کے علوم اور جو کچھ اس میں ودیعت کیا گیا وہ اسے بہت زیادہ جانتے تھے اور ہم تک نہیں پہنچا کہ انہوں نے ان میں سے کسی ایک علم پر بھی گفتگو کی ہو۔ امام شاطبی اپنا مؤقف اور اس پر دلیل پیش کرنے کے بعد آخر میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "فَلَيْسَ بِجَائِزٍ أَنْ يُضَافَ إِلَى الْقُرْآنِ مَا لَا يَقْتَضِيهِ، كَمَا أَنَّهُ لَا يَصِحُّ أَنْ يُنْكَرَ مِنْهُ مَا يَقْتَضِيهِ۔"[11] جائز نہیں کے قرآن میں اس کا اضافہ کیا جائے جو اس کے مراد نہیں جیسا کہ اس کا انکار کرنا صحیح نہیں جو اس کی مراد ہے۔

شیخ محمد شلتوت جو مصر کے مشہور عالم دین ومفسر اور جامعۃ الازہر میں استاد کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں آپ اپنی تفسیر "تفسیر القرآن الکریم" کے مقدمہ میں اس سائنسی مؤقف کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ: "ایک دانشوروں کو گروہ جس نے علوم جدیدہ کے حصول کے بعد میڈیکل سائنس، سائنس اور فلسفہ سے متاثر ہو کر ان کے مطابق قرآن کی تفسیر کی ابتداء کر دی، ان کی نظر میں اللہ تعالی کا فرمان تھا "مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔"[12] ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کسی

شے کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ اس آیت مبارکہ کی من مانی تاویل کر کے قرآن کی تفسیر میں نیا راستہ نکال لیا اور جدید علوم کی بنیاد پر قرآن کی تفسیر شروع کر دی، اور یہ سوچنے لگے کہ وہ قرآن کی خدمت کر رہے ہیں۔[13]

دیگر مفسرین پر تنقید کے بعد آپ اپنی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تفسیر قرآن کا یہ سلسلہ خطاء پر ہے اس لیے کہ قرآن کا مقصد یہ نہیں کہ سائنسی نقطہ نظر پر گفتگو کرے نیز یہ اس لیے بھی درست نہیں کہ اس کا ماننے والا قرآن کے ترجمہ و تفسیر میں غلو و تعسف سے کام لیتا ہے جو اعجاز قرآن کے منافی اور ذوقِ سلیم پر بار ہے۔[14] مزید یہ کہ اگر اس طرح ہم قرآن کو ایک ایسی دوڑ میں شامل کر دیں جو سائنسی نظریات پر ہو جو کبھی بھی حتمی نہیں ہوتی ان میں تحقیق کے ساتھ تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے کبھی درست تو کبھی غلط لہذا پھر ہمیں بھی سائنسی رفتار کے ساتھ قرآن میں تقلب و تبدل اور تکلف و تحکم کا دروازہ کھولنا پڑھے گا تو ایسی صورت میں قرآن کا تحفظ و دفاع بہت مشکل ہو جائے گا لہذا ہمیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن کی عزت و ناموس کا تحفظ اور عظمت و جلالت کا احترام کریں، نیز وہ آیات جن میں کائنات کے اسرار و رموز بیان ہوئے ہیں ان کا مقصد اس جانب انسان کی توجہ مبذول کروانا ہے تاکہ وہ ان میں غور و فکر کرے اور اس کے ایمان میں اضافہ ہو۔ **آخر میں شلتوت اپنے موقف پر بطورِ دلیل حضور اکرم ﷺ کے دو فرامین بیان کرتے ہیں جن میں ایک پر تبہ لوگوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ روح کیا ہے؟ چاند کے بڑھنے اور غائب ہونے کا معاملہ کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی طرف وحی فرماتے ہیں** "يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ–قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ-"[15] یعنی یہ چاند کا بڑھنا اور پھر غائب ہونا لوگوں اور حج کے لیے وقت کی علامتیں ہیں، اور روح سے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ–قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا-"[16] یعنی روح میرے رب کی طرف سے حکم ہے اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر قلیل۔ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ ان ادلہ سے واضح ہوتا ہے قرآن یہ وہ کتاب نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حقائق الکون کی شرح کا ارادہ کیا ہو بلکہ یہ کتاب (قرآن) ہدایت، اصلاح اور قانون ہے۔[17] علامہ حسین ذہبی اپنی مایاناز کتاب "التفسیر المفسرون" میں امام شاطبی اور امام غزالی کے دلائل ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: "ہمارے ہاں امام شاطبی کے دلائل فریق اوّل کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہونے کی بنیاد پر ان کی رائے درست ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے اس سائنسی تفسیر کا علم اٹھایا ہے وہ ان آیات سے استدلال کرتے ہیں جن میں کائنات کے اسرار و رموز پر غور و فکر کرنے کے دعوت دی گئی ہے اس کا مقصد انسان ان سے نصیحت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کی واحدنیت پر ایمان لائے۔ ان کا مقصد یہ نہیں کہ ان سے علوم سائنس یا دیگر دنیاوی علوم کے لیے قواعد و ضوابط یا نظریات کو تلاش کیا جائے، بلکہ کتاب اللہ صرف اور صرف انسانیت کی ہدایت کے لیے ہے نیز اس کی فضیلت میں اتنا ہی کافی ہے کہ یہ کتاب کبھی بھی حقیقت کے متصادم نہیں ہو سکتی ہے۔[18]

اسی طرح سید قطب شہید اپنی تفسیر "ظلال القرآن" میں تحریر کرتے ہیں کہ: "قرآنی اشارات کو جدید و متغیر سائنسی نظریات پر محمول کرنے کی کوشش منہجی اعتبار سے بنیادی غلطی ہے نیز اس طریقہ میں تین ایسی باتیں موجود ہیں جو قرآن کی عظمت و جلالت کے شایانِ شان نہیں ہیں:

پہلی بات:- اندرونی احساس شکست

دوسری بات:- قرآنی مقصدِ نزول کے بارے میں غلط فہمی

تیسری بات:- قرآنی نصوص کی من مانی تاویلات یعنی آیاتِ قرآن کے معانی و تفسیر میں غلو سے کام لیتے ہوئے جدید سائنسی مفروضات کو قرآن سے ثابت کرنا۔"[19]

ان مفسرین کے علاوہ دیگر کچھ مفسرین ہیں جو قرآن کریم کے سائنسی تفسیر کو جائز نہیں سمجھتے جن میں علامہ عبد العظیم زرقانی اور عباس العقاد شامل ہیں۔

قرآن کی سائنسی تفسیر کے حامی مفسرین کی آراء

قرآن کے سائنسی تفسیر و اعجاز کے مخالف آراء ذکر کرنے کے بعد اب ہم ان مفسرین کی آراء تحریر کریں گے جو قرآن مجید کے سائنسی اعجاز کے قائل ہیں۔ ان میں سرفہرست شیخ طنطاوی جوہری ہیں جو سائنسی تفسیر کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ اس کو فرض کا درجہ دیتے ہیں۔ آپ نے قرآن و سائنس پر بہت سی کتب تحریر کیں ہیں، آپ کے متعلق آپ کے شاگرد ڈاکٹر حنفی احمد لکھتے ہیں کہ"ہمارے استاد شیخ طنطاوی جوہری نے اس سلسلہ میں بڑی کاوش کی ہے نیز اپنی تفسیر مین بہت تفصیلی بحث کر کے مختلف علوم و فنون کو تحریر وقلمبند کیا ہے جن کے جانب قرآن اشارہ کرتا ہے، مگر بعض مقامات پر آپ نے ضرورت سے زیادہ کلام کو طول دیا ہے اور آیات کے معانی کی حدود سے تجاوز کر گئے نیز بیان کردہ آیات اور ان کے معانی میں تطبیق و جمع کا بھی خیال نہ رکھا جس کی وجہ سے علم منزل کی مقدار کم ہو گئی۔"[20] علامہ طنطاوی اپنی تفسیر "الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم" جلد تین میں لکھتے ہیں کہ: "اے امت مسلمہ چند آیات علم میراث کے متعلق ہیں جو علم ریاضیات کا شعبہ ہے، اے لوگوں باقی سات سو آیات کے متعلق کیا خیال ہے جن میں تمام عجائبِ دنیا موجود ہیں یہ سائنس کا زمانہ، یہ ظہورِ اسلام کا زمانہ اور یہ ترقی کا زمانہ ہے کیوں نا ہم ان آیات علومِ کونیہ کے ساتھ وہی کچھ کریں جو ہمارے آباء نے آیات میراث کے ساتھ کیا ہے۔ اور لیکن میں کہوں گا تمام تعریف اللہ کے لیے، بیشک آپ اس تفسیر میں ان علوم کا خلاصہ پاؤ گے جو علم میراث سے زیادہ افضل ہیں کیونکہ علم میراث فرضِ کفایہ ہے اور یہ علوم معرفت اللہ میں اضافہ کا سبب ہے لہذا یہ فرض عین ہے۔"[21] اسید الحق اپنی کتاب قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ "میں علامہ عبد الرحمٰن الکوکبی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: عبد الرحمٰن کوکبی آپ بالحاظِ زمانہ امام جوہری کے زمانہ سے پہلے کے ہیں آپ نے اپنی کتاب "طبائع الاستبداد و مصارع الاستعباد" اسی موضوع پر تحریر کی ہے اس میں آپ سائنسی تفسیر کی بہت زیادہ حمایت کرتے ہیں، اور قرآن کی متعدد آیات مبارکہ سے علم ہیئت وہندسہ اور علم فلکیات اور علم طب کے مسائل اخذ کرتے ہیں۔ اسید الحق کے نزدیک علامہ قرآن وحدیث اور امام غزالی و امام رازی کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے اس طریقہ تفسیر کا جواز پیش کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ: "سائنس نے ان آخری صدیوں میں وہ علمی حقائق سامنے لائے جن کی دریافت کا سہرا امریکہ ویورپ کے اہل علم کو جاتا ہے، مگر کوئی بھی اہل علم جو کتاب اللہ کو وقتِ نظر سے مطالعہ کرے گا تو وہ ضرور باضرور ان حقائق کو کہیں سراحتاً تو کہیں اشارتاً پائے گا جن کا تذکرہ قرآن نے تیرہ صدیوں پہلے ہی بیان کر دیا تھا، لیکن بعض حقائق اب بھی پوشیدہ ہیں جو ایک وقت میں ظاہر ہو کر قرآن کی حقانیت اور اعجاز ثابت ہوں اور یہ گواہی دیں کہ یہ کلام کلام برحق ہے۔" مزید آگے جاکر علامہ کوکبی لکھتے ہیں کہ: "یہ قرآن کے اعجاز اور دین کا اہم مسئلہ ہے ، سابقہ ادوار کے اہل علم اس پر قادر نہ تھے بلکہ جو اسلاف نے قرآن کا اعجاز فصاحت وبلاغت اور قیصر روم کے بارے میں قبل از وقت بتلایا کے انہیں شکست ہو گی اور پھر غالب ہوں گے، اسی پر اہل علم اکتفاء کر بیٹھے تھے، اور ان میں بعض اہل علم (علماء) اپنے اسلاف سے اختلاف رائے رکھنے کی جرت نہیں رکھتے چنانچہ یہ تکفیر و تضلیل پر آمادہ ہو کر ہلاک ہو گئے۔"[22] علامہ طاہر ابن عاشور آپ اپنی تفسیر "التحریر والتنویر" کی پہلی جلد کے دسوئے مقدمہ "اعجاز القرآن" کے ابتداء میں دعویٰ کرتے ہیں کہ:" وَلَعَلَّكَ تَجِدُ فِي هَذِهِ الْمُقَدِّمَةِ أُصُولًاوَنُكَتًا أَغْفَلَهَا مَنْ تَقَدَّمُوا مِمَّنْ تَكَلَّمُوا فِي إِعْجَازِ الْقُرْآنِ مِثْلَ الْبَاقِلَّانِيِّ، وَالرُّمَّانِيِّ، وَعَبْدِ الْقَاهِرِ، وَالْخَطَّابِيِّ، وَعِيَاضٍ، وَالسَّكَّاكِيِّ"[23] ترجمہ: عنقریب آپ اس مقدمہ میں وہ اصول اور نکات پائے گے جن پر متقدمین کلام کرنے سے غافل رہے اعجاز القرآن میں سے مثلاً باقلانی، رمانی، عبد القاہر، خطابی، عیاض اور سکاکی

وغیرہا س کے بعد آپ مقدمہ کے آخر میں قرآن کے وجوہ اعجاز کی تین جہات بیان کرتے ہیں پہلی جہت فصاحت وبلاغت اور دوسری علومِ عربیہ سے متعلق ہے اور تیسری جہت کے متعلق علامہ طاہر ابن عاشور لکھتے ہیں کہ: "مَا أُودِعَ فِيهِ مِنَ الْمَعَانِي الْحِكَمِيَّةِ وَالْإِشَارَاتِ إِلَى الْحَقَائِقِ الْعَقْلِيَّةِ وَالْعِلْمِيَّةِ مِمَّا لَمْ تَبْلُغْ إِلَيْهِ عُقُولُ الْبَشَرِ فِي عَصْرِ نُزُولِ الْقُرْآنِ وَفِي عُصُورٍ بَعْدَهُ مُتَفَاوِتَةٍ، وَهَذِهِ الْجِهَةُ أَغْفَلَهَا الْمُتَكَلِّمُونَ فِي إِعْجَازِ الْقُرْآنِ مِنْ عُلَمَائِنَا مِثْلَ أَبِي بَكْرٍ الْبَاقِلَّانِيِّ وَالْقَاضِي عِيَاض۔"[24] جو اس قرآن میں معانی ودیعت کیے گئے ہیں وہ ان حقائق عقلیہ وعلمیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن تک عقل بشری نزول قرآن کے زمانہ سے لے کر اس کے بعد کے مختلف زمانوں تک نہ پہنچ سکیں، اور ہمارے علماء میں سے اعجاز قرآن پر کلام کرنے والے اس سے غافل رہے مثلاً ابو بکر باقلان اور قاضی عیاض وغیرہ۔

مزید لکھتے ہیں: "وَالْقُرْآنُ مُعْجِزٌ مِنَ الْجِهَةِ الثَّالِثَةِ لِلْبَشَرِ قَاطِبَةً إِعْجَازًا مُسْتَمِرًّا عَلَى مَمَرِّ الْعُصُورِ، لِأَنَّهُ قَدْ يُدْرِكُ إِعْجَازَهُ الْعُقَلَاءُ مِنْ غَيْرِ الْأُمَّةِ الْعَرَبِيَّةِ بِوَاسِطَةِ تَرْجَمَةِ مَعَانِيهِ التَّشْرِيعِيَّةِ وَالْحِكَمِيَّةِ وَالْعِلْمِيَّةِ وَالْأَخْلَاقِيَّةِ۔"[25] اور قرآن تیسری جہت کے اعتبار سے تمام افراد کے لیے معجزہ ہے یہ ایسا معجزہ ہے جو زمانوں کے ساتھ مستمر ہوتا رہتا ہے، تاکہ غیر عرب اقوام میں سے اہل عقل اس کے اعجاز کا ادراک اس کے معانی وترجمہ کی تشریع، حکمت، علم اور اخلاق کے ذریعے کر سکیں۔ اسی طرح ہمارے سامنے چند اور اہم شخصیات سامنے آتی ہے جو اس سائنسی طرز کی تفسیر اور اعجاز کے قائل ہیں جن میں ڈاکٹر حنفی احمد، ڈاکٹر جمعہ علی عبد القادر، امام متولّی الشعراوی، مصطفٰی سادق الرفاعی، محمد عبدہ اور سلطان بشیر محمود وغیرہ ہیں۔ پاکستان میں سلطان بشیر محمود[26] نے سائنسی تفسیر لکھی یہاں پر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں ان کا نقطہ نظر اور تفسیر کے مقصد کو سمجھا جاسکے۔ سلطان بشیر محمود اپنی سائنسی تفسیر کے ابتدائی تمہیدی کلمات میں اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "دنیا میں انسان کو سکون اور آخرت میں کامیابی حاصل ہو سکیں، اسکے میرے سامنے امت مسلمہ کے ایسے نوجوان ہیں جو سائنس وٹیکنالوجی کے سبب مغربی دنیا سے سہمے ہوئے ہیں اور اپنی علمی پسماندگی کے سبب مغربی حکماء کو غیر ضروری اہمیت دیتے ہیں اور ان کی کسی بھی سائنسی بات کو حرف آخر سمجھ بیٹھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ خالق کائنات سے بڑھ کر کوئی سائنسدان نہیں ہے۔"[27]

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ: "موجودہ زمانہ میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ طبعیات اور مابعد طبعیات کو کلام اللہ کی روشنی میں سمجھا جائے، اگر ایسا ہو جائے تو مجھے یقین ہے کہ دنیا دیکھے گی کہ 'جہاں سائنس کی انتہا ہے وہاں سے قرآن کی ابتداء ہے۔' لہذا جب امت مسلمہ کا نوجوان قرآن کے اس اعجازی پہلو کو سمجھنے لگے گا تو ہی دنیا سے لادینیت کے اندھیروں کو ختم کر سکے گا۔"[28] تمہید کے آخر میں آپ لکھتے ہیں کہ:

> "علم الاشیاء سے متعلق سائنسی دریافتوں سے مکمل فائدہ اٹھایا جائے تاکہ قاری قرآن کریم کے احکام اچھی طرح واضح ہوں، نیز میں اپنے سائنسی کیریر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ رب کائنات کی ہر بات سچائی کی انتہا ہے لہذا کلام اللہ میں علم الاشیاء کے متعلق جو نکات ہیں وہ سائنس کے لیے آخری معیار ہے۔"[29]

اس تمام بحث کے بعد اگر نتیجہ اخذ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس سلسلہ میں مفسرین کے اندر تین گروہ پائے جاتے ہیں غلو ومتشدد قسم کے حامی مفسرین، حامی مفسرین مگر غلو وانتہا پسندی کو ناپسند سمجھنے والے اور تیسرا وہ گروہ جو مکمل طور پر اس کا انکار کرتے ہیں، ہمارے نزدیک بہتر ان مفسرین کی رائے ہے جو قرآن کی سائنسی واعجاز کے قائل ہیں مگر انتہا پسند وغلو سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی اس کو پسند کرتے ہیں۔

قرآن کا سائنسی اعجاز

قرآن کریم کو جہاں دیگر اعجاز رکھتا ہے وہی یہ سائنسی طور پر اعجاز حاصل ہے آج کے دور میں جو جدید سائنسی تحقیق ہو رہی ہے ان کا ذکر قرآن میں پہلے سے ہی موجود ہے عبید اللہ الفلاحی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ شام کے مشہور اصلاحی مفکر سید عبد الرحمٰن الکواکبی نے اپنی تحریروں میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ سائنسی ترقیات کی تفصیلات و مضمرات تیرا سو سال قبل قرآن میں نازل ہو گئیں تھیں مگر ان کو ظاہر نہیں کیا گیا تا کہ ظہور کے وقت یہ قرآن کا معجزہ ثابت ہو۔[30] آج ہم جس جدید و ترقی پذیر سائنسی دور سے گزر رہے ہیں اور آئے روز نئی ایجادات ہو رہی ہیں، ان کو اگر قرآنی تعلیم کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ چیز آشکار ہوتی ہے کہ قرآن میں جو آج سے چودہ سو سال پہلے جن چیزوں کا ذکر ہوا تھا وہ آج کے سائنسی دور میں تحقیق کے ساتھ سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ ذیل میں قرآن کے سائنسی اعجاز پر چند مثالیں بیان کی جا رہی ہیں جو قرآنی اعجاز کی روشن دلیلیں ہیں۔

ماں کے پیٹ میں بچے کی تخلیق کے مراحل

ماں کے پیٹ میں بچے کی تخلیق کے مراحل کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:"يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ-"[31]ترجمہ: تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے، ایک حالت کی تخلیق کے بعد دوسری حالت کی تخلیق ہوتی ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "جس وقت علم تشریح الاعضاء کی ابتداء بھی نہ ہوئی تھی اس وقت قرآن نے یہ بتلا دیا تھا کہ انسان کی ماں کے رحم میں تین تاریکیوں میں تخلیق ہوتی ہے۔ اور جدید میڈیکل نے اب تحقیق کے بعد یہ انکشاف کیا ہے کہ انسان کی ماں کے رحم میں تین پردوں میں تخلیق ہوتی ہے"[32] آج طبی سائنس و میڈیکل کی زبان میں ان تین پردوں یا تاریکیوں کو دونلیوں یا فلو پین ٹیوب(Salpinx)، لعاب دار جلی(Intrauterine Epithelium) جس کو (Endometrium) بھی کہتے ہیں اور پوٹلی یعنی امینوٹک سیک(Amnotic Sec) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

ڈاکٹر ہلوک نور باقی لکھتے ہیں فلو پین ٹیوب(Salpinx) یہ انسان کی زندگی کا پہلا مرحلہ ہوتا ہے جہاں آکر بیضہ قرار پاتا ہے وہ کیسے قرار پاتا ہے؟ یہ ابھی تک ناقابلِ تشریح ہے۔ اور دوسرا مرحلہ لعاب دار جلی یہ جنگل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جہاں بیضہ کا خلیہ اپنی جگہ بناتا ہے یہ مقام ایک غار میں ہوتا ہے جہاں پر بچے کو خوراک ماں کے بدن سے مہیا کرنے کی ڈیوٹی ہوتی ہے اور تیسرا مقام امینوٹک سیک ہے جہاں انسان کی ابتدائی شکل وصورت اور حیاتیاتی نظام اپنے ارتقائی مراحل طے کرتا ہے۔[33] ان تمام مراحل کو قرآن کریم نے چودہ سو سال قبل بیان کر دیا تھا جسے آج کی جدید میڈیکل سائنس ثابت کر رہی ہے۔

دو پانیوں کا آپس میں نہ ملنا

دو سمندروں کے پانیوں کا آپس میں نہ ملنا اس سے متعلق قرآن فرماتا ہے" مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ۔"[34] یعنی اس نے دو سمندر بہائے کہ دونوں ملے ہوئے (لگتے) ہیں۔ ان کے درمیان ایک آڑ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے۔ علامہ غلام رسول سعیدی ان آیات کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ حاتم دیالا نے لکھا ہے ایک فرانسیسی سائنس دان جو سمندری تحقیقات پر شہرت رکھتا تھا جسے کو سٹیو کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جب اس نے یہ دریافت کیا کہ بحیرہ اوقیانوس اور بحیرہ روم جو حیاتیات و کیمیائی لحاظ سے ایک دوسرے سے جدا ہونے کے باوجود آپس میں نہیں ملتے ان میں جبل الطارق (جبرالٹر) کی باڑھ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا رکھتا ہے لیکن جب اسے اپنی تحقیق کے بعد ان مندرجہ بالا قرآنی آیات کا علم ہوا تو وہ مسلمان ہو گیا۔[35] ڈاکٹر ذاکر نائک اپنی کتاب "قرآن اور سائنسی دریافتیں" میں اس آیت کے ضمن میں

لکھتے ہیں کہ: "جدید سائنس نے یہ دریافت کیا ہے کہ جہاں دو سمندر ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اس وقت ان کے درمیان ایک دیوار حائل ہوتی ہے جو ان کے درمیان درجہ حرارت اور کثافت (میلاپن) کو علیحدہ علیحدہ رکھتی ہے، اور ماہر بحریات آج کے دور میں قرآن کریم کی آیت کو اچھے طریقہ سے سمجھ سکتے ہیں،"[36] اسی طرح ہارون یحییٰ اپنی کتاب "معجزات قرآن" میں اس مندرجہ بالا آیت کی ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ: "ماہرین بحریات نے سمندروں کی اس خاصیت کے متعلق ماضی قریب میں ہی دریافت کیا ہے کہ ان سمندروں کے درمیان ایک طبیعی طاقت جس کو سطحی تناؤ (Surface Tension) کہاجاتا ہے وہ ان کے پانیوں کو آپس میں نہیں ملنے دیتا گویا یہ ان کے درمیان دیوار بنادی گئی ہو۔"[37] یہاں دل نشیں حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ قدیم میں جب انسان سمندری علوم، سطحی تناؤ اور طبیعیات کے علوم سے ناواقف تھا، مگر قرآن نے اس دور میں ہی اس حقیقت کو بیان کر دیا تھا۔

نطفہ امشاج سے انسان کی تخلیق

انسان ایک تخلیق کے مرحلہ سے گزر کر دنیا میں آتا ہے جسے قرآن کریم ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتا ہے" وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ، ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ،ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا-ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ۔"[38] ترجمہ: اور بیشک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اس کو ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پانی کی بوند بنایا۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو جما ہوا خون بنادیا پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی بنادیا پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں بنادیا پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر اسے ایک دوسری صورت بنادیا۔ ان آیات مبارکہ میں قرآن انسانی تخلیق کے سات مراحل کو بیان کیا ہے جن کی تصدیق آج کے دور کی جدید سائنس کررہی ہے وہ سات مراحل یہ ہیں 1۔انسان کی چنی ہوئی مٹی سے تخلیق،2۔نطفہ بناکر اس کو ٹھہرایا،3۔نطفہ کو جمہ ہوا خون4۔ جمے ہوئے خون کو بوٹی 5۔ پھر بوٹی کو ہڈی بنایا،6۔ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا،7۔ایک دوسری صورت بنادیا۔ دوسرے مقام پر قرآن کہتا ہے:"ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِه وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ-"[39] ترجمہ: پھر اسے ٹھیک بنایااور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ پھر قرآن فرماتا ہے:"اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔"[40] ترجمہ: بیشک ہم نے آدمی کو ملی ہوئی منی سے پیدا کیا تاکہ ہم اس کا امتحان لیں تو ہم نے اسے سننے والا، دیکھنے والا بنادیا۔

ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:" یہاں پر بھی اس امر کی صراحت موجود ہے کہ انسانی ایمبریو(embryo) کی نشوونما میں انسان کے نظام سماعت کو پہلے وجود میں لایا جاتا ہے اور نظام بصارت بعد میں مکمل ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی اس تخلیقی عمل کی تائید آج کے دور کی ایمبریالوجی(embryology) کی جدید تحقیق نے کر دی ہے۔"[41] ڈاکٹر کیتھ ایل موراس بارے میں لکھتے ہیں

> "This part of Sura 32:9 indicates that the special senses of hearing, seeing and feeling develop in this order, which is true.The primordia of the internal ear appear before the beginningof the eyes, and the brain(the site of understanding)differentiateslast."[42].

کانوں کے اندارونی عضو آنکھو سے پہلے ظاہر ہوتے ہیں اور دماغ (سمجھنے کی جگہ) اسے ممتاز کرتا ہے جیسا کہ سورۃ سجدہ کی آیت نمبر 9 میں موجود ہے جو اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سننے، دیکھنے اور

محسوس کرنے کے حواس اس ترتیب سے تخلیق ہوتے ہیں، جو کے ایک درست حقیقت ہے۔اس بحث سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ انسانی تخلیق کے بارے میں قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے جو مراحل بیان کیے تھے وہ آج سائنسی تحقیق سے سامنے آرہی ہیں جس سے قرآن کا اعجاز ثابت ہو رہا ہے۔

خلاصۂ بحث

اس بحث سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ قرآن کے سائنسی اعجاز و تفسیر سے متعلق مفسرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اس بحث سے یہ بھی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مفسرین میں تین قسم کے گروہ پائے جاتے ہیں: مطلقاً اس طرح کی تفسیر و اعجاز کے مخالف۔ سائنسی اعجاز کو ثابت کرنے میں قرآنی آیات کے معانی و تفسیر میں بہت زیادہ غلو کرنے والے۔ سائنسی تفسیر و اعجاز کے قائل ہے مگر اصول وضوابط کا خیال رکھتے ہوئے۔یعنی افراط و تفریط کے درمیانی راستے کے قائل ہیں۔ دورِ جدید کی نئی ایجادات کو اگر قرآن کی روشنی سے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے متعلق قرآن نے پہلے بیان فرمادیا تھا مگر عصر حاضر کی تحقیقات سے عملی طور پر قرآن کے سائنسی اعجاز کی تصدیق ہو رہی ہے۔

انسان کی ماں کے پیٹ میں تخلیقی عمل کو قرآن "خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ -"یعنی تین تاریک پردوں میں تخلیق سے تعبیر فرماتاہے، جس کو آج کی میڈیکل سائنس فلوپین ٹیوب(Salpinx)، لعاب دار جلی(Intrauterine Epithelium)اور پوٹلی یعنی امینوٹک سیک(Amnotic Sec) کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ماہرین بحریات کے مطابق ان سمندروں کے درمیان ایک طبیعی طاقت جس کو سطحی تناؤ(Surface Tension) کہاجاتا ہے وہ ان کے پانیوں کو آپس میں نہیں ملنے دیتا۔

حوالاجات

[1] مقبول بیگ بدخشانی، اع، **فیروز اللغات**، (لاہور: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، س ن)، 57۔

[2] علامہ جلال الدین سیوطی، **الإتقان في علوم القرآن**، (الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1394ھ)4/ 3۔

[3] سعد الدین تفتازانی، **شرح التلويح على التوضيح**، (مصر: مکتبہ صبیح، س ن)، 1/ 46۔

[4] القرآن: 17/ 88۔

[5] القرآن: 2/ 23۔

[6] علی بن محمد ماوردی، **تفسیر الماوردی**، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن) 1/ 30۔

[7] قادری، علامہ اسید الحق محمد عاصم، **قرآن کی سائنسی تفسیر**، (بدایوں: تاج الفحول اکیڈمی، ط: دوم، 1429ھ)، 27۔

[8] علامہ اسید الحق محمد عاصم قادری، **قرآن کی سائنسی تفسیر**، 27۔

[9] ابو اسحاق ابراهيم بن موسیٰ الشاطبی، **الموافقات**، (دار ان عفان، ط: اوّل، 1417ھ)، 2/ 127۔

[10] شاطبی، **الموافقات**، 2/ 127۔

[11] شاطبی، **الموافقات**، 2/ 130۔

[12] القرآن: 6/ 38۔

[13] محمود شلتوت، **تفسیر القرآن الکریم**، (قاہرہ: دار الشروق، 1424ھ)، 11۔

[14] محمود شلتوت، **تفسیر القرآن الکریم**، 13۔

[15] القرآن: 2/ 189۔

[16] القرآن:17/85۔

[17] محمود شلتوت، **تفسیر القرآن الکریم**،14۔

[18] اسید الحق، **قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ**،35۔

[19] سید قطب شہید، **تفسیر ظلال القرآن**، بحوالہ: قرآن کریم کا سائنسی اعجاز (غور وفکر کے چند پہلو)، ڈاکٹر محمد عبد التواب حامد، مترجم: محمد رضی الاسلام ندوی (نئی دہلی: اسلامک بک فاؤنڈیشن، 2011ء)،10۔

[20] اسید الحق، **قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ**،16۔

[21] شیخ طنطاوی جوہری، **الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم**، (مصر: ط: ثانی، 1343ھ)،3/19۔

[22] اسید الحق، **قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ**،18۔

[23] تونسی، محمد طاہر ابن عاشور، **التحریر والتنویر**، (تونس: الدار التونس للنشر، 1984ھ)،1/101۔

[24] تونسی، **التحریر والتنویر**،1/104۔

[25] تونسی، **التحریر والتنویر**،1/105۔

[26] سلطان بشیر محمود آپ پاکستانی ایٹمی سائنسدان اور انجینئر تھے آپ کو ستارہ امتیاز سے نوازہ گیا نیز آپ سابقہ ڈائرکٹر جنرل (NP) پاکستان اٹامک انرجی کمیشن رہ چکے ہیں۔

[27] سلطان بشیر محمود، **کتابِ زندگی (قرآن حکیم کی سائنسی تفسیر)**، (اسلام آباد: القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن، 2004)،14۔

[28] سلطان بشیر محمود، **کتابِ زندگی (قرآن حکیم کی سائنسی تفسیر)**،

[29] سلطان بشیر محمود، **کتابِ زندگی (قرآن حکیم کی سائنسی تفسیر)**،15۔

[30] Obaidullah Fahad Fallahi,**Re-defining I ijaz al-Quran:A Study of tha Modern Scholars of Aslam on the Inimitability of the Quran**,Jihat al-Islam,vol.2,Janury-june 2009,No.2,P.9.

[31] القرآن:39/6۔

[32] علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**، (لاہور: فرید بک سٹال، 2009)،1/64۔

[33] ڈاکٹر ہلوک نور باقی، **قرآنی آیات اور سائنسی حقائق**، مترجم: سید محمد فیروز شاہ گیلانی، (کراچی: اے جے آرٹ پریس، 2014ء)،94۔

[34] القرآن:55/19-20۔

[35] علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**،1/65۔

[36] ڈاکٹر ذکر نائک، **قرآن اور سائنسی دریافتیں**، مترجم: ڈاکٹر تصدق حسین راجا، (محدث لائبریری، س ن)،33۔

[37] ہارون یحیٰی، **معجزاتِ قرآن**، (کراچی: فضلی سنز پبلی کیشن، 2002ء)،48۔

[38] القرآن:23/12-13-14۔

[39] القرآن:32/9۔

[40] القرآن:76/2۔

[41] ڈاکٹر طاہر القادری، **اسلام اور جدید سائنس**، (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشرز، 2011ء)،524۔

[42] Keith L. Moor, **A Scientist's Interpretation of References to Embryology in the Qur'an,** 79036bd3704127bbb25378174bfcd5b9f088.pdf (semanticscholar.org).